



قیامت خیز لہر اور پگھلتا شہر

باب 1: ایک غیر معمولی شام

کراچی کا شہر، اپنی یہ پناہ توانائی اور زندگی کی غیر معمولی رفتار کے ساتھ، کبھی نہیں سوتا تھا۔ دن کی چمک بو یا رات کی روشنی، یہاں کی سڑکوں پر بہتی ٹریفک، گلیوں میں گونجتی آوازیں، اور ساحل پر یہ تاب لہروں کی سرگوشیاں سب اس شہر کے دل کی دھڑکن تھیں۔ یہ وہ شہر تھا جہاں انسانوں کے خواب اور سمندر کی گھرائیاں ایک ساتھ جینے کا فن جانتی تھیں۔ پرل بائیس، ایک عالیشان عمارت، جو ساحل سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر واقع تھی، شہر کے امیر طبقے کا پسندیدہ مسکن تھی۔ اس کی پچاسوں منزل سے، شہر کی روشنیاں اور بحیرہ عرب کا وسیع و عریض نیلا پانی ایک ساتھ نظر آتے تھے۔

احمد، ایک کامیاب بنس میں، اپنی گیارہ سالہ بیٹی عائشہ کے ساتھ اسی پینٹ باوس میں رہتا تھا۔ اس کی ابليہ کی موت کے بعد، عائشہ اس کی زندگی کا واحد مقصد بن کر رہ گئی تھی۔ عائشہ کو اپنی بالکونی میں کھڑے بو کر سمندر کو تکنا بہت پسند تھا۔ وہ اکثر اس کی لہروں میں چھپے رازوں کو جانتے کی کوشش کرتی، جو اس کی معصوم نظروں کو ہمیشہ اپنی طرف کھینچتے تھے۔

آج شام بھی کچھ ایسی بی تھی۔ آسمان پر ایک غیر معمولی سرخی چھائی بوئی تھی جو غروب آفتاب کی نہیں، بلکہ کسی اندرونی شعلے کی گواہی دے رہی تھی۔ سمندر میں بھی ایک عجیب سی یہ چینی تھی۔ لہریں معمول سے زیادہ بلند تھیں اور ان کی گونج میں ایک انوکھی آواز شامل تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے سمندر کوئی راز چھپانے کی کوشش کر رہا ہے۔

بابا، آج سمندر بہت غصے میں ہے،" عائشہ نے معصومیت سے کہا۔ احمد نے اس کی طرف دیکھا اور مسکرانے کی "کوشش کی۔" نہیں بیٹا، یہ تو بس موسم کی تبدیلی ہے۔" لیکن اس کی اپنی آنکھوں میں ایک تشویش تھی جو وہ عائشہ سے چھپانا چاہتا تھا۔ پچھلے کچھ دنوں سے زیر آب زلزلوں اور بحری آتش فشاں کی سرگرمیوں میں اضافے کی خبریں آ رہی تھیں۔ لیکن کوئی یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ سب کس بڑے طوفان کا پیش خیمه تھا۔

اچانک ایک زوردار جھٹکا لگا۔ عمارت لرز اٹھی۔ پینٹ باوس کی شیشے کی دیواریں بلنے لگیں اور برتن فرش پر گر کر چکنا چور بو گئے۔ احمد نے جلدی سے عائشہ کو اپنے بازوؤں میں بھر لیا۔ "زلزلہ!" احمد کے منہ سے نکلا۔ عائشہ خوف سے کانپ رہی تھی۔ "بابا، یہ کیا ہو رہا ہے؟" زلزلہ چند لمحوں بعد تمہ گیا، لیکن اس کے اثرات ابھی باقی تھے۔ احمد نے عائشہ کو بازوؤں میں تھامے بالکونی کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیل گئیں۔

باب 2: قیامت کی لہر

افق پر ایک سیاہ لکیر نمودار بو ری تھی۔ یہ کوئی عام بادل نہیں تھا۔ یہ سمندر کی ایک دیوار تھی، ایک ایسی دیوار جو آسمان کو چھو ری تھی اور شہر کی طرف تیزی سے بڑھ ری تھی۔ ایک ایسی لہر جو شاید آج تک کسی نے نہیں دیکھی تھی۔

عائشہ، اندر چلو! جلدی!" احمد چلایا، اور اس نے عائشہ کو اندر دھکیل دیا۔ لیکن عائشہ نے پلٹ کر دیکھا۔ اس کی "آنکھوں میں خوف تھا۔" بابا، وہ کیا ہے؟" اس سے پہلے کہ احمد کچھ کہتا، سمندر کی وہ دیوار شہر سے ٹکرا گئی۔ عمارتوں سے ٹکرانے کی آواز ایسی تھی جیسے کوئی دیو بیکل پہاڑ آپس میں ٹکرا رہے ہوں۔ آواز کی شدت سے کان پھٹ رہے تھے۔ پانی کی دیوار نے بر چیز کو اپنے اندر سمو لیا۔ گاڑیاں، عمارتیں، انسان، سب ایک بن لمحے میں اس کے اندر غائب ہو گئے۔

پرل بائیس بھی اس لہر کی لپیٹ میں آگئی۔ عمارت کا نچلا حصہ پانی میں ڈوب چکا تھا، اور اوپر کے حصے پر پانی کی چھینٹیں پڑ رہی تھیں۔ عمارت کا ڈھانچہ بلنے لگا اور شیشے کے پینل ٹوٹ کر بکھرنے لگے۔ احمد نے عائشہ کو کمرے کے ایک کونے میں چھپا دیا اور اس پر ایک مضبوط میز ڈھک دی۔ وہ سمجھ چکا تھا کہ یہ کوئی عام آفت نہیں ہے۔

"بابا! بابا!" عائشہ رو رہی تھی۔ احمد نے اس کا باتھ تھاما اور کہا، "میں یہیں ہوں۔ بمیں اس سے باہر نکلنا ہوگا۔" ابھی وہ یہ سوچ بی رہا تھا کہ عمارت کے فرش میں شگاف پڑنے لگے۔ ایک اور زوردار جھٹکا لگا، اور پینٹ باؤس کی چھت سے ایک بڑا حصہ ٹوٹ کر گر گیا۔ گرد اور دھوکا بر طرف پھیل گیا۔ احمد نے جلدی سے عائشہ کو اٹھایا اور کمرے کے دروازے کی طرف بھاگا۔ لفٹیں کام نہیں کر رہی تھیں، اور سیڑھیاں بھی غیر محفوظ بو چکی تھیں۔

انہوں نے سیڑھیوں کے ذریعے نیچے جانے کا فیصلہ کیا۔ بر قدم پر عمارت سے آوازیں آ رہی تھیں، جیسے وہ خود چیخ رہی ہو۔ پچاس منزلوں سے نیچے اترنا کسی بھیانک خواب سے کم نہیں تھا۔

باب 3: پگھلتا ہوا عذاب

جیسے جیسے وہ نیچے اتر رہے تھے، حالات بد سے بدتر ہو رہے تھے۔ عمارت کی بیسویں منزل تک پہنچ کر انہیں ایک اور منظر کا سامنا کرنا پڑا۔ فرش سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔ پانی کے ساتھ ساتھ لاوا بھی بھی رہا تھا۔ تصویر میں نظر آنے والا منظر اب حقیقت بن چکا تھا۔ وہ آتش فشاں جس کا صرف ذکر سنا تھا، اب شہر کے نیچے پھٹ چکا تھا، اور اس کا پگھلا ہوا عذاب شہر کی سڑکوں پر بھی رہا تھا۔ شہر کی سڑکوں پر سونامی کے پانی میں لاوے کے سرخ دریا بھی رہے تھے۔ پانی اور آگ کے تصادم سے بر طرف بھاپ اور دھوکا اٹھ رہا تھا۔ عمارت کے اندر کی ہوا گرم بو چکی تھی اور سانس لینا بھی مشکل تھا۔

احمد! یہاں سے مت جاؤ!" ایک بزرگ شخص نے انہیں روکا۔ وہ شخص پرل بائیس کا سیکیورٹی گارڈ تھا۔ "ابھی نیچے" جانا موت کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ لاوا بر طرف سے عمارت کو گھیر چکا ہے۔" احمد نے نیچے دیکھا۔ بیسویں منزل کی کھڑکی سے باہر شہر کا منظر نظر آ رہا تھا۔ پانی میں بہتی بوئی کاریں، عمارتوں کے ٹوٹے ہوئے حصے اور ان سب کے درمیان، سرخ آگ کے دریا جو بر چیز کو جلا کر راکھ کر رہے تھے۔

احمد نے پوچھا، "تو تم کہاں جائیں؟" "چھت پر!" سیکیورٹی گارڈ نے جواب دیا۔ "شاید وباں سے کوئی مدد پہنچ سکے۔" یہ ایک مشکل فیصلہ تھا، پچیس منزلیں نیچے اترنے کے بعد اب انہیں دوبارہ تیس منزلیں اوپر چڑھنا تھا۔ لیکن ان کے پاس کوئی اور راستہ نہیں تھا۔

باب 4: آگ اور پانی کی جنگ

وہ واپس سیڑھیوں پر چڑھنے لگے۔ عائشہ کی ٹانگیں تھک چکی تھیں، لیکن خوف نے اسے آگے بڑھنے پر مجبور کیا۔ بر قدم پر وہ اپنے والد کے قریب ہوتی تھی۔ وہ دونوں ایک دوسرے کا سہارا بنے بوئے تھے۔ جیسے جیسے وہ اوپر جا رہے تھے، عمارت کی حالت بگڑ رہی تھی۔ گیارہویں منزل پر ایک بڑا شگاف پڑ چکا تھا جہاں سے لاوے کی تپش اندر آ رہی تھی۔

احمد نے عائشہ کو اپنے کندھوں پر اٹھایا اور چھلانگ لگائی۔ وہ شگاف کے دوسری طرف گرتے، ان کے باٹھ اور پاؤں زخمی ہو گئے، لیکن وہ محفوظ تھے۔

اوپر جانے کا راستہ زیادہ آسان نہیں تھا۔ انہیں کئی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ایک جگہ سیڑھیوں کا ایک بڑا حصہ ٹوٹ چکا تھا، اور انہیں ٹوٹے ہوئے پائپوں اور کنکریٹ کی سلاخوں کو پکڑ کر اوپر چڑھنا پڑا۔ عائشہ کا خوف بڑھ رہا تھا لیکن اس نے کوئی شکایت نہیں کی، وہ اپنے والد کے لیے بھادر بن چکی تھی۔

پینتالیسوں منزل پر پہنچ کر انہوں نے دیکھا کہ عمارت کا ایک حصہ مکمل طور پر گر چکا تھا۔ ان کے سامنے ایک بڑی کھلی جگہ تھی۔ اب صرف پانچ منزلیں باقی تھیں۔ احمد نے عائشہ کو اپنے سینے سے لگایا اور کہا، "تھوڑی دیر اور، بیٹا، "پھر بم محفوظ ہوں گے۔

چھت پر پہنچنے کے بعد، انہیں ایک اور مشکل کا سامنا کرنا پڑا۔ بیلی کاپٹر کا لینڈنگ پیڈ ٹوٹ چکا تھا اور چھت کا ایک حصہ بھی لاوے کی تپش سے پگھل رہا تھا۔ ان کے پاس زیادہ وقت نہیں تھا۔ احمد نے ایک کونے میں کچھ لوگوں کو دیکھا۔ وہ بھی پرل بائیس کے ربانی تھے۔ ان میں ایک ڈاکٹر، ایک پائلٹ اور ایک بوڑھی خاتون شامل تھیں۔ ان سب کی آنکھوں میں ایک بنی طرح کا خوف اور یہ بسی تھی۔

باب 5: انسانیت کی بقا

ڈاکٹر، جس کا نام علی تھا، فوراً ان کی مدد کے لیے آیا۔ اس نے احمد اور عائشہ کے زخموں پر مریم پٹھ کی۔ ڈاکٹرنے بتایا کہ شہر میں ایمرجنسی نافذ ہو چکی ہے اور ریسکیو ٹیمیں جلد پہنچیں گی۔ "لیکن کیا کوئی پہنچ پائے گا؟" پائلٹ نے "مايوسی سے کہا۔" شہر کی سڑکیں پانی اور لاوے سے بھری ہیں، اور فضا میں دھواں اور راکھ ہے۔

سب کی نظریں آسمان پر تھیں۔ گھرے کالے بادلوں میں بجلی کڑک رہی تھی اور دور سے ایک بلکی سی آواز سنائی دی۔ وہ بیلی کاپٹر کی آواز تھی۔ سب نے امید بھری نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ بیلی کاپٹر دور سے آ رہا تھا، لیکن اس کی رفتار بہت آبستہ تھی۔ وہ دھوین اور راکھ کی وجہ سے راستہ نہیں دیکھ پا رہا تھا۔ پائلٹ نے سب کو اشارہ کیا کہ وہ فلیش لائس سے اشارے کریں۔ سب نے اپنے موبائل فونز کی ٹارچ آن کیں اور بیلی کاپٹر کی طرف اشارے کرنے لگے۔

پائلٹ نے آبستہ آبستہ بیلی کاپٹر کو لینڈ کروانا شروع کیا۔ لیکن اچانک ایک زوردار جھٹکا لگا اور عمارت کا ایک اور حصہ ٹوٹ کر گر گیا۔ اس سے بیلی کاپٹر کا توازن بگڑ گیا۔ پائلٹ نے بیلی کاپٹر کو دوبارہ ہوا میں اڑایا اور دور چلا گیا۔ سب کی امیدیں ٹوٹ گئیں۔

باب 6: پگھلتی ہوئی عمارت

رات گھری بو رہی تھی۔ لاوا عمارت کی بنیادوں کو کھوکھلا کر رہا تھا۔ چھت پر بھی تپش بڑھ رہی تھی۔ ڈاکٹرنے کہا، "بمیں یہاں سے نکلنا ہوگا۔ یہ عمارت اب مزید دیر تک کھڑی نہیں رہ پائے گی۔" احمد نے عائشہ کو اپنے بازوؤں میں لیا اور ایک فیصلہ کیا۔ "بمیں یہاں سے چھلانگ لگانی ہوگی۔" سب حیران رہ گئے۔ چھلانگ لگانا خودکشی کے متtradف تھا۔

"نهیں،" احمد نے کہا۔ "اس کے پاس ایک حل ہے۔" وہ تیزی سے بالکوئی کی طرف بھاگا۔ نیچے، سونامی کا پانی اب تک موجود تھا، لیکن اس کے اوپر کچھ کچڑ کا ڈھیر جمع ہو چکا تھا۔ اس نے اپنی کمر سے ایک رسی نکالی جو وہ بمیشہ اپنے پاس رکھتا تھا۔ اس نے رسی کے ایک سرے کو مضبوطی سے بالکوئی کی ریلنگ سے باندھا اور دوسرے سرے کو نیچے پھینکا۔

عائشہ، تم نیچے اترو۔ میں تمہیں پکڑ کر نیچے اتاروں گا۔" عائشہ خوفزدہ تھی لیکن اس نے اپنے والد پر بھروسہ کیا۔ وہ رسی کو پکڑ کر آبستہ آبستہ نیچے اترنے لگی۔ احمد اسے اوپر سے تھامے ہوئے تھا۔ وہ بیس منزلیں نیچے اترنے جب تک کہ وہ لاوے کی تپش سے دور نہ ہو گئے۔ آخر کار وہ ایک ایسے حصے پر پہنچ گئے جہاں سے وہ نیچے گر سکتے تھے۔ نیچے پانی تھا۔ وہ دونوں نے ایک بنی وقت میں چھلانگ لگائی۔ وہ ٹھہنڈھ پانی میں گر رہا اور کچھ دیر بعد ہی دوبارہ سطح پر آگئے۔

باب 7: نیا آغاز

وہ دونوں پانی میں بہتے ہوئے ایک دوسرے کو تلاش کر رہے تھے۔ احمد نے عائشہ کا باتھ پکڑ لیا۔ وہ دونوں ٹوٹے ہوئے لکڑی کے تختوں کو پکڑ کر بہتے گئے۔ ان کے آس پاس ہر طرف تباہی کا منظر تھا۔ ٹوٹے ہوئے جہاز، ڈوبیں ہوئی کاریں، اور جلتے ہوئے درخت۔

صبح کے وقت وہ ایک چھوٹی سی کشتی کے پاس پہنچے جس میں کچھ لوگ پہلے ہی موجود تھے۔ وہ بھی اس تباہی سے بچ کر آئے تھے۔ انہوں نے احمد اور عائشہ کو اپنی کشتی میں سوار کیا۔ سورج نکل رہا تھا۔ اس کی کرنیں پانی پر پڑ رہی تھیں، لیکن شہر پر اب بھی دھواؤ اور راکھ چھائی ہوئی تھی۔ دور سے امدادی ٹیمیں آ رہی تھیں۔ ان کے چہرے پر ایک نئی امید تھی۔

احمد نے عائشہ کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ وہ دونوں بچ گئے تھے۔ انہوں نے موت کو قریب سے دیکھا تھا لیکن وہ ہار نہیں مانے تھے۔ شہر کی تباہی کے باوجود ان کی روح میں ایک نئی زندگی کی لہر دوڑ رہی تھی۔ انہوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا، پرل بائیس کا ڈھانچہ اب تک کھڑا تھا، لیکن اس کا ایک بڑا حصہ لاوے میں غرق ہو چکا تھا۔ یہ شہر اب قیامت خیز لہر اور پگھلتے ہوئے لاوے کی زد میں آ چکا تھا۔ لیکن اس کے لوگوں میں پھر بھی امید زندہ تھی۔

نئی صبح کا آغاز ہو چکا تھا۔ یہ ایک ایسا آغاز تھا جس میں شہر کو دوبارہ تعمیر کرنا تھا، ایک ایسی دنیا بنانی تھی جہاں آگ اور پانی ساتھ میں نہ لڑیں، اور انسانوں کے دلوں میں ایک نیا اعتماد پیدا ہو۔ عائشہ نے احمد کی طرف دیکھا اور مسکرائی۔ "بابا، ہم بچ گئے۔" احمد نے اس کے سر پر پیار کیا اور کہا، "بان، ہم بچ گئے۔ اب ہم ایک نئی کہانی لکھیں گے، ایک ایسی کہانی جو کبھی ختم نہیں ہوگی۔"

اختتام